☆ ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن بلوچ
☆☆ ڈاکٹر زیب النساء

بلوچی اور پنجابی کے لسانی اشتراکات

Linguistic Commonalities Between Balochi & Punjabi Language

Abstract:

Indus Valley is very fertile. Allah has blessed it in every respect. Like this, it is also adorbned with different languages but in spite of maintaing their own identity, these languages have close relation with each other. They possess linguistic commonalities as well as literary harmony. Punjabi and Balochi languages have also many commonalities among them. They belong to the same langauge group according to the linguistic parameters. They have the same script with almost the same alphabets. Their sound system is same. They have same vocabulary and Syntax. Their proverbs as well as idiomatic phrases are also similar. In this research paper, an attempt has been made to explore those areas where Balochi and Punjabi Langauges show same features.

Keywords: *Balochi, Punjabi, Linguistic, Commonalities, Group, Script, Vocabulary, Syntax, Proverbs.*

پاکستان میں بیک وقت اٹھارہ سے زائد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہ زبانیں اپنا جداگانہ تشخص رکھنے کے باوجود لسانی روابط بھی استوار کیے ہوئے ہیں۔ پنجابی اور بلوچی بھی پاک دھرتی کی دو ایسی زبانیں ہیں جو کئی طرح کی مماثلتیں رکھتی ہیں۔ ان کا لسانی خاندان ایک ہے، رسم الخط مشترک ہے، ان کی صوتیات میں ہم آہنگی ہے، صرفی ونحوی نظام میں یکسانیت ہے، ذخیرہ الفاظ اور محاورات و ضرب الامثال میں بھی اشتراک ہے۔ وادی سندھ میں دریافت ہونے والی تہذیبوں سے پتا چلتا ہے کہ تاریخی اور تہذیبی پس منظر کے حوالے سے بلوچی اور پنجابی کے مابین لسانی تعلق و رشتہ عہد قدیم

سے موجود رہا ہے البتہ بعد کے ادوار میں عربی اور فارسی زبانوں کے لسانی اور عملی اشتراک کی وجہ سے ہر دو زبانوں کے لسانی مزاج میں ایک طرح کی ہم آہنگی اور قربت بھی پیدا ہوئی ہے۔ اس تاریخی و تہذیبی تعلق اور لسانی قربت کے علاوہ بلوچی اور پنجابی کے درمیان ربط و تعلق کا ایک نیا سلسلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب بلوچستان پر برطانوی حکومت کا تسلط عمل میں آتا ہے اور انگریزوں کے قبضے کے بعد بلوچستان میں فارسی کی بجائے اُردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے کا رواج ہوتا ہے۔

> ''عدالتوں کی کاروائیاں اور سرکاری دستاویزات کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی اردو میں شروع ہوا غیر مقامی لوگوں کی ایک کثیر تعداد بلوچستان میں آباد ہونا شروع ہوئی، کوئٹہ، لورالائی اور ژوب میں فوجی چھانیوں کا قیام اور فوجیوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہندوستان سے تاجروں کی آمد سرکاری دفاتر میں لکھنے پڑھنے کے امور پر مامور ہندوستان بھر سے اردو اور پنجابی بولنے والوں کی ایک کثیر تعداد کوئٹہ اور برٹش بلوچستان کے دیگر علاقوں میں آکر آباد ہوئی۔'' (1)

پنجابی بولنے والوں کی اس تعداد نے بلوچی اور اس اس خطے میں بولی جانے والی دیگر زبانوں پر پنجابی کے اثرات مرتب کئے اسی طرح ان زبانوں نے پنجابی پر بھی اپنے اثرات چھوڑے۔ یوں بلوچی اور پنجابی کے مابین ہم آہنگی اور لسانی قربت کو مزید فروغ ملا۔ بلوچی اور پنجابی کے لسانی اشتراکات کو مندرجہ ذیل نکات کے تحت پرکھا جا سکتا ہے۔

لسانی گروہ:

بلوچی اور پنجابی کا شمار زبانوں کے سب سے بڑے خاندان انڈو یورپین میں کیا جاتا ہے۔ برصغیر اور یورپ میں بولی جانے والی بیشتر زبانوں کا تعلق اسی گروہ سے ہے۔ پاک و ہند میں بولی جانے والی زبانوں کو ہند آریائی گروپ میں رکھا گیا ہے البتہ آگے جا کر یہ دونوں زبانیں (بلوچی اور پنجابی) اپنی ذیلی شاخوں ایرانی اور دراوڑی میں منقسم ہو جاتی ہیں بلوچی اپنی ہندایرانی شاخ سے اور پنجابی اپنی ہندآریائی شاخ سے وابستہ ہو جاتی ہے۔اس اعتبار سے پنجابی اور بلوچی دونوں زبانیں ایک ہی سرچشمے اور ماخذ سے تعلق رکھتی ہیں۔

عین الحق فرید کوٹی برصغیر میں زبانوں کے لسانی گروہ میں مماثلتوں کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

> '' آریا قبائل کی وادی سندھ میں ورود کے وقت یہاں پر غیر آریائی اقوام کا دور

دورہ تھا۔ برصغیر کے شمالی حصے کی زبانوں میں دراوڑی عنصر کی موجودگی اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ان غیر آریائی اقوام میں دراوڑی گروہ کو بالا دستی حاصل تھی۔ وگرنہ مقامی زبانوں میں دراوڑی عنصر کی موجودگی کے لیے کوئی اور جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔''(2)

پنجابی کے کچھ ماہرین لسانیات اپنی زبان کو آریائی خاندان کی زبانوں سے الگ خیال کرتے ہیں لیکن تحقیق کا یہ سفر جاری و ساری ہے۔ پنجابی کے آریائی یا غیر آریائی ہونے کے حوالے سے ہونے والی تحقیقات اس کے خاندان کا تعین کرنے میں شک و شبہ سے بالاتر ہو کر فیصلہ کرنے سے تاحال قاصر ہیں لیکن پنجابی زبان میں دراوڑی عناصر کی موجودگی سے ہر صورت انکار کی گنجائش نہیں۔ ڈاکٹر انعام الحق جاوید بھی پنجابی کو آریائی زبان سے ماخوذ تصور نہیں کرتے۔ اس ضمن میں وہ دلیل دیتے ہیں:

''جدید تحقیق کے مطابق پنجابی زبان کا اصل ماخذ سنسکرت نہیں بلکہ وہ قدیم زبان ہے جو آریاؤں کی آمد سے قبل اسی علاقے میں بولی جاتی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت اس کا کوئی الگ نام موجود نہیں تھا اور بقول ڈاکٹر باقر اس زبان کا اگر کوئی قدیم نام ہو سکتا ہے تو وہ پپتہ ہندوئی (سات دریاؤں کی سر زمین کی زبان) ہی ہو سکتا ہے۔''(3)

انعام الحق جاوید کی تحقیق اور دیگر پنجابی ماہرینِ لسانیات کی تحقیقات کی روشنی میں پنجابی کا تعلق آریائی خاندان سے ہے اسی طرح بلوچی زبان کے بیشتر ماہرین زبان کو ہند آریائی خاندان کی ایرانی شاخ سے جوڑتے ہیں، ماہر لسانیات خلیل صدیقی لکھتے ہیں کہ

''بلوچی زبان ایرانی زمرے سے تعلق رکھتی ہے جو ایشیاء کے ایک وسیع و عریض خطے میں بولی جاتی ہے۔ ہند ایرانی کی ذیلی شاخ ایرانی کی قدیم ترین دستاویز اوستا ہے جبکہ مادی زبان کو ایرانی کی قدیم ترین زبان خیال کیا جاتا ہے۔ گریرسن کے مطابق بلوچی زبان کا تعلق انڈو یورپین زبانوں کے ایرانی سلسلے سے ہے اور اس کا سرچشمہ مادی زبان ہے۔'' (4)

بالا محققین کی تحقیقات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بلوچی اور پنجابی کا تعلق ایک ہی لسانی گروہ سے ہے۔

صوتیات میں ہم آہنگی:

زبان تکلمی آوازوں یا اصوات سے عبارت ہے۔ تکلمی آوازیں زبان کی ساخت کی تشکیل کرتی ہیں اور مختلف ترکیبوں میں ڈھل کر اور معنویت پا کر زبان کہلاتی ہیں۔ تکلمی آوازوں کے مطالعے کا علم صوتیات کہلاتا ہے۔ زبانوں کے صوتی مطالعے میں صوتی اشتراک اور تفاوت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

> ''اصوات کے اشتراک کے اہم عوامل میں انسانوں کو اعضائے صوت کی یکسانی، مشترک جغرافیہ، لسانی گروہ کا اشتراک اور ماخذ زبان شامل ہیں جبکہ صوتی تفاوت کے عوامل اس کے برعکس ہیں یعنی لسانی جغرافیے کا اختلاف جداگانہ ماخذ زبان اور ارتکائی منازل میں دیگر زبانوں سے اخذ وقبول وغیرہ۔''(5)

کسی بھی زبان کے صوتیے (Phonemes) دو قسم کے ہوتے ہیں۔ جنھیں مصمتے (Consonantal Phonemes) اور مصوتے (Vowel Phonemes) کہا جاتا ہے۔ مصمتے وہ آوازیں ہیں جن سے سانس کی ہوا کو کوئی رکاوٹ ملتی ہے جبکہ مصوتے وہ آوازیں ہیں جن میں آواز بغیر کسی رگڑ کے گزر جاتی ہے۔

جب ان دونوں بنیادی Phonemes کو علامات میں ڈھال کر حروف تہجی ترتیب دیے جاتے ہیں تو اس سے کسی زبان کا تحریری نظام وجود میں آتا ہے۔

بلوچی اور پنجابی زبان کے مابین ان آوازوں یا حروف میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ بلوچی زبان کی جن صوتیے کو تحریری علامات کی شکل سے ظاہر کیا جاتا ہے وہی علامات اُردو زبان کے بھی ہیں، اضافی آوازیں دونوں زبانوں میں عربی اور فارسی سے مستعار ہیں۔

بلوچی کی اپنی بنیادی آوازیں بائیس (22) ہیں اس لیے بلوچی صوتی نظام میں عربی اور فارسی کی یہ آوازیں ث، ص، ض، ظ، ع، ق کی آوازیں موجود نہیں ہیں۔ اس لیے بلوچی میں ان آوازوں کو ھ، س، ز، ت، ا، اور ک، سے تلفظ کہا جاتا ہے البتہ مشرقی لہجے میں ''ذ'' اور ''ث'' کی آوازیں مستعمل ہیں۔ ''لیکن ان کے متعلق اب تک کوئی واضح فیصلہ نہیں کیا جا سکا ہے کہ آیا انہیں بلوچی اصوات تسلیم کیا جائے یا نہیں۔'' (6)

اس کے علاوہ ہندآریائی معکوسی آوازیں Retroplex (ٹ۔ڈ۔ڑ) دونوں زبانوں میں مشترک ہیں البتہ بلوچی میں ہندآریائی ہائیہ آوازیں (AspiratedStops) بھ، پھ، تھ، ٹھ، چھ، کھ وغیرہ موجود نہیں ہیں ان ہائیہ اور چند دیگر عربی آوازیں مثلاً ث، ح، ذ، ص، ض، ع اور ق کے

علاوہ بلوچی اور پنجابی کی صوتیات تقریباً مشترک ہیں۔

بلوچی اور پنجابی میں مصمتوں کے علاوہ مصوتوں میں بھی اشتراک پایا جاتا ہے۔ بلوچی میں کل آٹھ (8) مصوتے اور دو نیم مصوتے (Dipthongs) ہیں جن میں تین مختصر اور پانچ طویل مصوتے ہیں اسی طرح پنجابی میں دس (10) مصوتے اور چھ (6) نیم مصوتے ہیں دونوں زبانوں کے مصمتوں اور مصوتوں میں بھی اشتراک کی صورت موجود ہے۔ پنجابی میں مصوتے جوڑیوں کی صورت میں ہیں جو کہ مختصر اور طویل اصوات پیدا کرتے ہیں جیسا کہ'' رُوم روم وچ توں'' روم طویل مصوتا ہے جب کہ توں مختصر مصوتا ہے۔

بلوچی کے مختصر مصوتے Short Vowels

بلوچی	پنجابی
a	اَ
i	اِ
u	اُ

طویل مصوتے Long Vowels

بلوچی	پنجابی
a	آ
e	اے
i	ای
o	او
u	اُو

بلوچی دُہرے مصوتے Dipthongs

بلوچی	پنجابی
ai	اَے
au	اَو

بلوچی اور پنجابی میں لسانی گروہ اور صوتی اشتراک کے بعد سب سے اہم اور نمایاں اشتراک اُن کا حروف تہجی اور رسم الخط ہے چونکہ حروف تہجی مختلف اصوات کی تحریری علامات ہوتی ہیں اس لیے مختلف زبانوں میں اصوات کے اشتراک کے باعث ان کے حروف میں بھی اشتراک پایا جاتا ہے۔

بلوچی میں ان تمام آوازوں کے لیے وہی حروف اور علامات استعمال ہوتی ہیں جو پنجابی میں مستعمل ہیں البتہ قدیم بلوچی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ میخی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی جس کے ثبوت ہخامنشی بادشاہوں کے وہ تحریری کتبے ہیں جو ایران میں کوہ بیستون اور تخت جمشید میں دریافت ہوئے ہیں ماہرین کے خیال میں یہ کتبے ساتویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کے ہیں۔''(7)

عربوں کی آمد، فتوحات اور دین اسلام کی اشاعت کے نتیجے میں نہ صرف اس خطے پر ان کے سیاسی و معاشی اثرات کا گہرا اثر پڑا بلکہ زبان، ثقافت اور رسم الخط پر بھی انہوں نے اپنے دورس اثرات مرتب کیے۔ جس کے نتیجے میں اس خطے کی سب سے بڑی اور اہم زبان فارسی نے عربی رسم الخط کو اپنایا۔ یوں پنجابی اور بلوچی بھی اپنے آپ کو ان لسانی اور ثقافتی اثرات سے نہ بچا سکیں اور یہ دونوں زبانیں بھی عربی و فارسی نما رسم الخط میں لکھی جانے لگی، البتہ انگریزوں نے بلوچستان پر قبضے کے بعد بھی جب بلوچی زبان و ادبیات پر اپنی تحقیقی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا تو انہوں نے بلوچی زبان کو عربی و فارسی رسم الخط میں تحریر کرنے کے بجائے رومن رسم الخط میں لکھنا شروع کر دیا۔ ''چونکہ وہ رومن رسم الخط جاننے والے تھے انہوں نے اپنی علمیت کے مطابق رومن رسم الخط میں بلوچی ادبیات لکھنا اور رکارڈ کرنا شروع کر دیا۔'' (8)

لیکن قیام پاکستان کے بعد جب بلوچی صحافت اور جدید تحریری ادب کا آغاز ہوا تو اس کے لیے موجودہ عربی و فارسی رسم الخط کو اختیار کیا گیا۔ اس طرح رسم الخط کے حوالے سے بھی بلوچی اور پنجابی میں ایک اہم لسانی اشتراک پایا جاتا ہے۔

اعراب یا حرکات و علل:

زبان کی اصطلاح میں اعراب سے مراد وہ علامتیں ہیں جو کسی حرف کی حرکت کو ظاہر کرنے اور کسی لفظ کے تلفظ کو تعیّن کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں اُردو میں یہ کام زیر، زبر، پیش اور ا، و، ی سے لیا جاتا ہے۔ ا، و، ی پنجابی کے حروف تہجی میں شامل ہیں اور انہیں عربی اور فارسی قواعد کی تقلید میں حروف علت (Vowels) کہا جاتا ہے۔

بلوچی املائی نظام میں بھی مصوتوں کے لیے پنجابی کی طرح Vowels کے لیے وہی اعراب استعمال ہوتے ہیں بلوچی ایک Vowel Sensitive زبان ہے اس میں بے شمار ایسے الفاظ ہیں کہ اگر ان کو بغیر اعراب کے لکھا جائے تو نہ صرف ان کا املا اور تلفظ غلط ہونگے بلکہ معنی میں بھی فرق آئے گا۔

	بلوچی	پنجابی
.1	بَ زبر = اَچ (سے)	اَڈ
	اَت (تھا)	رَب
	دَپ (منہ)	سَپ
	کَپ (آدھا)	سَدا
.2	بِ اِ زیر=	
	پِس (باپ)	اِس
	گِس (گھر)	جِس
	اِنت (ہے)	اُن
	اَنت (ہیں)	عِشق
.3	بُ اُ پیش =	O
	پُلّ (پھول)	تُسیں
	ٹُل (مینار)	مُجھ
	مُج (دھند)	گُل

تنوین:

جس طرح اُردو اور فارسی میں تنوین کا استعمال نہیں ہوتا اسی طرح بلوچی اور پنجابیمیں بھی یہ علامت مستعمل نہیں ہے۔

گزشتہ سطور کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ لسانی گروہ صوتیات، حروف تہجی اور رسم الخط کے لحاظ سے دونوں زبانوں میں اشتراک و تعلق پایا جاتا ہے اسی طرح بلوچی اور پنجابی میں صرفی و نحوی اشتراک کے بھی کافی شواہد ملتے ہیں کیونکہ ''بلوچی ایرانی زمرے کی قدیم زبان تو ہے لیکن اس میں کچھ ہند آریائی صرفی و نحوی خصوصیات بھی ہیں۔''(8)

جدید لسانیات میں کسی زبان کی نحوی ساخت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جس طرح مختلف حروف کو ایک خاص ترتیب دے کر لفظ تشکیل کیا جاتا ہے اسی طرح الفاظ کو مخصوص ترتیب دے کر بامعنی جملہ تشکیل دیا جاتا ہے۔ ہم الفاظ الگ سے نہیں بولتے بلکہ ہمیشہ جملوں کی صورت میں بولتے

ہیں اور جملے کی ساخت سے دو زبانوں کی مماثلت یا اختلاف کا فوری طور پر پتہ چلتا ہے اس سلسلے میں جملے کی تشکیل میں اس کے بنیادی اجزاء، فاعل، مفعول اور فعل کی ترتیب کو خاص اہمیت حاصل ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی میں جملے کی ترتیب یوں رہتی ہے:

فاعل	فعل	مفعول
علی	از رائیٹنگ	ایز تھیسز

جبکہ بلوچی اور پنجابی میں جملے کی ترتیب یوں بدل جاتی ہے۔

	فاعل	مفعول	فعل
بلوچی:	علی	وتی تھیسز ءَ	نبشتہ کنگا اِنت
اُردو:	علی	اپنا تھیسز	لکھ رہیا اے

مرکب اضافی:

بلوچی اور پنجابی دونوں زبانوں میں مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد میں آتا ہے مثلاً:

بلوچی: ناصرءِ قلم

پنجابی: ناصر دا قلم

بلوچی: اسدءِ لوگ

پنجابی: اسد دا گھر

پنجابی میں مصدر عموماً ''نا'' پر ختم ہوتا ہے جیسے کھانا، پینا، رونا وغیرہ، اسی طرح بلوچی میں مصدر کی Ending ''گ'' پر ہوتی ہے جیسے روَگ (جانا)، ورگ (کھانا)، آھگ (آنا)۔

بلوچی اور پنجابی کے مصادر میں اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔

بلوچی	پنجابی
گشگ	آکھنا
دئیگ	دینا
منّگ	منّنا
کنگ	کرنا
بندگ	بنھنا
پچگ	پکانا
چونسگ	چوسنا

مِرگ	مرنا
کندگ	ہنسنا
کپگ	ڈگنا

بلوچی میں واحد سے جمع بنانے کا ایک قاعدہ دونوں زبانوں میں مشترک ہے جس میں لفظ کے آخر میں ''اں'' کے اضافے کے ساتھ جمع بنایا جاتا ہے جیسے:

واحد	جمع
گاڈی	گڈیاں
پَس (بکری)	پَساں
جمّر (بادل)	جمّراں
کتاب	کتاباں
لوگ	لوکاں

ضمائر میں اشتراک:

بلوچی	پنجابی
من	میں
ما۔اما	اسیں۔اساں
شما	تسیں،تساں
تو	تُو
آ	وہ

اسمائے اشارہ:

بلوچی	پنجابی
اے	ایہ
آ	اوہ
ادا	اِیدھر
اُودا	اُودھر

Substantive فعل:

بلوچی Substantive فعل ''است'' ہے جو پنجابی میں ''اے'' مستعمل ہے جبکہ انگریزی

میں یہ is اور Are ہیں یہاں پنجابی اور بلوچی کے Substantive فعل کے حوالے سے چند مثالیں ملاحظہ کیجیے جو گرائمری قواعد کے مطابق یکساں اصول کے حامل ہیں۔

پنجابی	بلوچی
آں	من اوں
اوہ اے	آ اِنت
اے	توئے
اسیں آں	ماایں

Emphatic Past ماضی تاکیدی:

بلوچی اور پنجابی میں ماضی تاکیدی (Emphatic Past) یکساں اصول کے حامل ہیں بلوچی کا ''اَت'' اور پنجابی کا ''سی، ساں'' واضح طور پر ایک ہی ماخذ سے مشق ہیں جبکہ انگریزی کا ''Was'' بھی ان سے مشابہت رکھتا ہے جبکہ فارسی میں یہ ''بُود'' ہے۔

بلوچی	پنجابی
آ اَت	اوہ سی
مات ایں	اسیں ساں
من اتاں	میں سی

فعل حال:

بلوچی اور پنجابی میں فعل حال بنانے کے اُصول بھی یکساں ہیں مثلاً آ گُشیت میں گُشیت اردو میں کہنا ہے جن کے اختامیوں (Endings) میں واضح مماثلت دیکھنے میں آتی ہے۔

بلوچی	پنجابی
آ گشیت (گش ایت)	اوہ آکھدا اے۔(آکھ+ دا)
آ اوشتیت	اوہ اُٹھد ا اے (اٹھ+دا)
آ چاریت	اوہ ویکھد ا اے (دیکھ+دا)

فعل حال ناتمام:

دونوں زبانوں کے فعل حال ناتمام میں بھی یکساں اُصول کارفرما ہے مثلاً وہ جا رہا ہے بلوچی میں یہ جملہ ''آ روگا اِنت'' ہے ''جا رہیا'' اور ''روگا'' میں ایک ہی اُصول کارفرما نظر آتا ہے۔

بلوچی	پنجابی
آ روگا اِنت	اوہ جا رہیا اے
من روگا اوں	میں جا رہیا آں
تو روگائے	تُو جا رہیا اے
ما روگا ایں	اسیں جا رہے آں

جملہ اسمیہ و فعلیہ:

دونوں زبانوں میں جملہ اسمیہ کی صورت میں مبتدا اور جملہ فعلیہ کی صورت میں فاعل پہلے آتا ہے اور اسی طرح جملہ اسمیہ کی صورت میں خبر اور جملہ فعلیہ کی صورت میں فعل بعد میں آتا ہے۔

بلوچی	پنجابی
آ ڈاکٹرے	اوہ ڈاکٹر اے
اے کتابے	ایہ کتاب اے
آ علی اِنت	اوہ علی ہے

ذخیرہ الفاظ میں اشتراک:

ایک ہی خطے میں بولی جانے والی یہ زبانیں مذہب اور وطن کے لازوال رشتے میں بندھی ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ دونوں زبانوں کے ذخیرہ الفاظ میں بھی کسی حد تک مشترک ہیں۔ وہ عربی چوں کہ مسلمانوں کے مذہبی زبان ہے اور پاکستان میں یہ ان دونوں زبانوں کے بولنے والوں کی اکثریت مسلمان ہی ہے اسی لیے دونوں زبانوں کے ذخیرہ الفاظ میں بھی اشتراک پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فارسی چوں کہ ان علاقوں کی سرکاری و دفتری زبان رہی ہے اس لیے بھی دونوں زبانوں کے وہ الفاظ مشترک ہیں جو فارسی اثرات کے تحت ان میں نفوذ کیے گئے۔ ان میں کچھ الفاظ تو جوں کے توں مستعمل ہیں جب کہ کچھ تلفظ اور آواز کے معمولی فرق سے بولے جاتے ہیں۔

اس ضمن میں پریشان خٹک صاحب یوں رقم طراز ہیں:

''وہ ہماری قومی زبان اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں سندھی، پنجابی، بلوچی اور پشتو پر عربی اور فارسی کا گہرا اثر ہے۔ ساتھ ہی انگریزی زبان سے بھی کافی لفظ لیے گئے ہیں جو کچھ تو شعوری اور کچھ اکتسابی طور پر قبول کیے گئے ہیں۔''(9)

اس اقتباس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ پاکستانی زبانوں میں مشترک ذخیرہ الفاظ ان کے مضبوط لسانی روابط کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اب بلوچی اور پنجابی کے مشترک الفاظ کے نمونے

کے طور پر ملاحظہ کریں:

بلوچی	پنجابی	بلوچی	پنجابی
برانڈہ	برانڈہ	ھبیلی	حویلی
بخیہ	بخیہ	لیک	لیکھا
پوستیں	پوستین	داروگ	داروغا
تبرک	تبرک	پرمان	فرمان
جگراپی	جغرافیہ	پساتی	فسادی
جنجال	جنجال	ہیچ	ہیچ

ضرب الامثال اور محاورات میں اشتراک:

علاوہ ازیں دونوں زبانوں کے محاوراتی نظام میں بھی مماثلت پائی جاتی ہے بیشتر محاورات دونوں زبانوں میں مشترک ہیں اسی طرح ضرب الامثال بھی دونوں زبانوں میں مشترک ہیں یوں ایک ہی خطے میں پروان چڑھنے والی ان زبانوں کے محاورات اور ضرب الامثال کی تہذیبی دنیا بھی ہم آہنگی کی حاصل ہے۔ ڈاکٹر ریاض قدیر اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے لکھتے ہیں:

> ''یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں فارسی نہ صرف سرکاری زبان کے طور پر رائج رہی ہے بلکہ اسے ایک بڑی علمی زبان کا درجہ بھی حاصل تھا۔ فارسی اور مقامی زبانوں (جن میں پنجابی ایک بڑی زبان تھی) کے اختلاط سے ہی اردو زبان کی صورت گری ہوئی۔ باالفاظ دیگر اردو زبان ایرانی وتورانی فاتحین کے مقامی لوگوں سے اختلاط کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ہند ایرانی تہذیب کی ایک مظہر ہے۔'' (10)

ایرانی تہذیب کی مظہر ایک زبان کی ضرب الامثال دوسری زبان میں ہوبہو ترجمے کی صورت میں مستعمل ہے یا پھر ضرب المثل کا مفہوم دونوں زبانوں میں مشترک ہے البتہ الفاظ اور اُن کی ترتیب یا تشبیہ واستعارہ مختلف ہیں۔

مثالیں:

جھوٹ دے پیر نئیں ہوندے (پنجابی)
دروگئ راپادنیست (بلوچی)

اپنا مارے گا تے چھاویں سٹے گا (پنجابی)

وتی اگاں بجنت ساھگ ءَ دورءَ دنت (بلوچی)

دل کالے کوں، منہ کالا چنگا (پنجابی)

سیاہ دل ءَ چے سیاہ دیم گہترانت (بلوچی)

اس خصوصی مطالعے کے نتیجے میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ بلوچی اور پنجابی دونوں زبانیں نہ صرف ایک ہی ماخذ و سرچشمے سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ دونوں زبانوں میں لسانی اشتراکات، صرفی ونحوی مماثلتیں اور مشترک خصوصیات اس لسانی اشتراک کو مزید فروغ دینے اور مستحکم کرنے کے لیے علمی اور لسانی بنیادوں پر تحقیقی اور علمی سرگرمیوں کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

☆☆

References:

* Assistant Professor (Baluchi) Department of Pakistani Languages, Allama Iqbal Open University, Islamabad

** Lecturer (Punjabi) Department of Pakistani Languages, Allama Iqbal Open University, Islamabad

1. Buzdar, Wahid, Urdu and Balochi Linguistic and Literary Collaboration (Article Contents) Pakistani Languages Common Linguistic and Literary Heritage, (Sarbatin) Dr. Inamul Haq Javed, Abdullah Jan Abid, (Islamabad: Department of Pakistani Languages, Allama Iqbal Open University, 2009)181.
2. Ainul Haq Farid Koti, Urdu Zuban ki Qadim Tarikh (Lahore, 1979) 242.
3. Inamul Haq Javed, Dr.- Punjabi Zuban o Adab ki Mukhtasir Tarikh (Islamabad: Muqtadra Qaumi Zuban, 2006) 20
4. Khalil Siddiqui- Zuban kya hey (Lahore: Beacon Books, 2009)199.
5. Ismail Gohar, Dr.- Linguistic Synergies of Urdu, Pashto and Punjabi Unpublished Thesis for Ph.D. (Islamabad, Allama Iqbal Open University, 2013)258.
6. Agha, Nasir- Balochistan mey Urdu (Quetta: Kozak Publishers, January 2000) 25.
7. Tahir Muhammad Khan- Balochi Language and Literature, Quetta, Kalat Publishers, 2004)62.
8. Khalil Siddiqui- Zuban kya hey,P.206.
9. Preshan Khattak, Professor- Linguistic Communication (Islamabad: Muqtadra Qaumi Zuban, 1987) Preface
10 Riaz Qadeer, Dr.- Idiomatic Similarities of Urdu and Punjabi, article included in Akhbar Urdu Volume 24, Issue 12, (Islamabad: Muqtadra Qaumi Language, December 2007)